جوش ملیح آبادی کے مرثیے میں مزاحمتی افکار

RESISTANCE THOUGHTS OF JOSH MALIHABADI'S MARSEYA

محمد اسماعیل

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

صدیق اقبال

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

محمد لیاقت

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ABSTRACT:

Some of the twentieth century poets have tried their level best to make Urdu elegy compatible with the modern day requirements. These poets include the name of Josh maleeh abadi too. Giving new strength to elegy, josh focused on the genre of elegy and put efforts by bringing it according to the contemporary needs of the that time. He considers exploitative forces as the "Lieutenants of Yazid" and terming it as " A new Karbala", he advocates his native fellows to make the cause of the Hussain (R.A) their own. Josh began elegy with protest and resistance. That is why protesting behaviours against imperial forces, capitalists, social corruption and dictatorship are to be seen is in the poetry of josh maleeh abadi.

Key Words : Josh Malihabadi , Marseya , "Lieutenants of Yazid" , " A new Karbala" , Imam Hussain (R.A) ,

بیسویں صدی میں چند شعراء ایسے گزرے ہیں جنھوں نے اردو مرثیے کو دورِ حاضر کے تقاضوں اور ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے کی بدرجہ اتم کوششیں کی ہیں۔ ان شعراء میں جوش ملیح آبادی کا نام بھی شامل ہے۔ جوش نے مرثیے کو نئی قوت بخشنے کے لیے صنف مرثیہ پر توجہ مرکوز کی اور اسے نئی زندگی بخشنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔

لکھنوی دور میں اردو مرثیے کو جو اہم مقام حاصل تھا وہ آہستہ آہستہ رواج اور مذہبی رسم پرستی کی شکل اختیار کرنے لگا۔ اس دور میں لوگ عزاداری کی افادیت اور سماجی اہمیت کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھ سکے۔ حضرت امام حسینؓ کو باہمت اور جری سمجھنے کے بجائے مظلوم انسان سمجھ کر نوحہ خوانی اور ماتم کرتے رہے جبکہ واقعہ کربلا ایک ایسا تاریخی واقعہ تھا جس سے سبق لے کر قومیں ہر دور میں استحصالی قوتوں سے نجات پا سکتی ہیں۔ جوش اپنے مرثیوں میں نہ صرف اس سرد مہری کا شکوہ کرتے ہیں بلکہ اہل ہندوستان کو استحصالی قوتوں کے خلاف یلغار کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ اس ضمن میں فضل امام رضوی لکھتے ہیں:

> "جوش مرثیہ گوئی کا مقصد صرف رلانا نہیں قرار دیتے بلکہ ذہنوں کو جھنجھوڑ کر بیدار کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک مرثیہ نگار کا فرض ہے کہ وہ تاسّی امام حسینؓ کا جذبہ پیدا کرنے کا شعور بیدار کرے۔"(۱)

جوش کے عہد میں استحصالی قوتوں سے چھٹکارا پانے کے لیے ہندوستانیوں کے روبرو امام حسینؓ کی مثال پیش کی جا سکتی تھی اور اس مقصد کے حصول کے لیے مرثیے کی صنف مناسب تھی۔ جوش نے اسی پس منظر میں مرثیے تخلیق کیے۔ عہد جوش میں صنف مرثیہ کے توسط سے ہندوستان میں سیاسی احتجاج کو ایک توانا آواز ملی۔ جوش نے بھی اپنے مرثیوں میں بیسویں صدی کے سیاسی، سماجی اور معاشرتی حالات کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے ایک نئی کیفیت پیدا کر دی۔ وہ اپنے مرثیوں میں اہل ہندوستان کو نہ صرف پیغام بیداری دیتے ہیں بلکہ اُنھیں استحصالی قوتوں کے خلاف برسرپیکار ہونے پر آمادہ بھی کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر سید محمد عقیل رضوی:

> "جوش خود بھی شاعر انقلاب تھے اور جنگ آزادی کے فکری جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے بھی۔ چنانچہ انھوں نے مرثیہ کے اصل تھیم کو ایک نیا موڑ دینے کا فیصلہ کیا۔ مرثیہ جو روایت اور مولویوں اور ذاکروں کے ذاتی اغراض و مقاصد میں اسیر ہو کر اپنے مقصد یعنی ظلم اور ظالم کے خلاف آواز بلند کرنے کی صلاحیت کو کھونے لگا تھا اور محض پابند رسوم و قیود اور Ritual ہو کر رہ گیا تھا۔ جوش نے اسے اپنے مقصد کی طرف لانے کی کوشش کی اور مقصد

"ذبح حسین" کو واضح کرنے کی کوشش کی"(۲)

جوش نے بیسویں صدی میں اردو مرثیے کو ایک نیا رنگ و آہنگ عطا کر کے اسے عصری تقاضوں اور ضرورتوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ وہ عصرِ نو کی استحصالی قوتوں کو "نائب یزید" گردانتے ہیں اور عصر حاضر کو ایک "تازہ کربلا" سے تعبیر کرتے ہوئے اپنے ہم وطنو کو عزم حسینؓ اپنانے کا درس دیتے ہیں۔ انھوں نے صنف مرثیہ سے آہ و بکا اور رلا دینے والی کیفیات ختم کر دیں۔ وہ اپنے مرثیے میں عزم و ہمت، ولولہ و حوصلہ اور حرکت و عمل کے جذبات ابھارتے ہوئے استحصالی قوتوں سے بر سرِپیکار ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس ضمن میں فضل امام رضوی لکھتے ہیں:

"جوش کے نزدیک مرثیہ نگار کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم میں باطل قوتوں سے ٹکرانے کی حرارت و جرأت اور جابر مسلمانوں کے سامنے حرفِ حق کہنے کا حوصلہ پیدا کرے۔"(۳)

عہدِ جوش میں ہندوستان کا ذرہ ذرہ آزادی اور انقلاب کے لیے کروٹ بدل رہا تھا۔ برطانوی سامراج کے خلاف جلسے جلوس اور ہنگامے روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکے تھے۔ جوش کے مخصوص لب و لہجے اور قدرت کلام نے مرثیہ گوئی کے فن میں تاثیر، جوش اور ولولہ کو اُبھارا۔ ان کے لب و لہجے اور بیان میں جو سختی اور بے باکی تھی وہ ان کے مرثیوں میں بخوبی نظر آتی ہے۔ جوش نے اس پر آشوب دور میں پہلا مرثیہ "آوازۂ حق" کے عنوان سے لکھا۔ اُن کے سامنے جدوجہد آزادی ایک نئے کربلا کے روپ میں آئی اور اسے حق و باطل کی جنگ کہا کیونکہ انگریز استحصالی حکومت کو مستحکم بنانے کے لیے تگ و دو کر رہے تھے جبکہ مسلمان خلافت کو بچانے کے لیے سر توڑ کوششیں کر رہے تھے۔ انھوں نے واقعہ کربلا کے علائم و رموز کو استعمال کر کے جدوجہد آزادی کے لیے عزم حسینؓ کی ضرورت واہمیت پر زور دیا۔ اس ضمن میں ضمیر اختر نقوی یوں رقم طراز ہیں:

"جوش نے آزادی کی جنگ میں بدیسی سامراج کے خلاف ان مسدسوں سے بھرپور کام لیا اور اس سلسلے میں واقعہ کربلا کے علائم اوررموز استعمال کیے۔ آزادی کی جدوجہد کو "تازہ کربلا" کا نام دیا اوراپنے ہم وطنوں کے ذہنوں میں غور وفکر کی شمع کو روشن کرنے کی کوشش کی"(۴)

جوش نے مرثیہ "آوازۂ حق" میں برطانوی سامراج کے خلاف ایسی آواز اٹھائی جس کی گونج اب بھی سنائی دیتی ہے۔ انھوں نے اس مرثیے میں انگریز سامراج کا عصر حاضر کے جوانوں کو دنیاوی لالچ دینے، جوانوں کو میان سے تلوار کھینچنے اور ہندوستانیوں پر ظلم و ستم کی بوچھاڑ کرنے کی تصویر صفحہ قرطاس پر ان الفاظ میں تراشی ہے:

کفار کو یہ شمر نے لالچ جو دلائی
دنیا نے بصد ناز جھلک اپنی دکھائی
جھنکار میں تیغوں کی بڑے ناز سے آئی
سینوں میں در آئی تو کلیجوں میں سمائی
سب بھول کے دنیا کی طرف ہو گئے ظالم
کروٹ ابھی بدلی تھی کہ پھر سو گئے ظالم
دنیا کے تماشے سے ہوئے اہل جفا کور
تلواریں کھنچیں میان سے قرنا کا اٹھا شور
گھوڑوں کو نچانے لگے میدان میں شہ زور
ڈھالیں جو اٹھیں رن میں گھٹا چھا گئی گھنگھور
سایہ کیا پر کھول کے ہیبت نے فضا پر
چوٹیں وہ تواتر سے پڑیں طبل وغا پر(۵)

جوش نے ہندوستانیوں پر برطانوی سامراج کی طرف سے ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کی بھرپور مذمت کی۔ وہ ہمیشہ انگریزوں سے نفرت کرتے تھے۔ اسی نفرت اور دشمنی کا اظہار انھوں نے اپنے مرثیوں میں جابجا کیا ہے۔ اُن کے نزدیک انگریز ظالم و جابر ہے اس لیے اس کا حشر بھی یزید اور شمر جیسا ہو گا۔ "آوازۂ

حق" میں اپنی قوم کو عزم حسین کے ساتھ برطانوی سامراج کے خلاف لڑنے کے لیے آمادہ کرتے ہوئے جوش کہتے ہیں:

اے قوم وہی پھر ہے تباہی کا زمانہ
اسلام ہے پھر تیر حوادث کا نشانہ
کیوں چپ ہے اسی شان سے پھر چھیڑ ترانہ
تاریخ میں رہ جائے گا مردوں کا فسانہ
مٹتے ہوئے اسلام کا پھر نام جلی ہو
لازم ہے کہ ہر فرد حسینؓ ابن علیؓ ہو(۶)

جوش نے دوسرا مرثیہ "حسینؓ اور انقلاب" کے عنوان سے دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں لکھا تھا۔ اس وقت آزادی کی تحریک زوروں پر تھی۔ اس مرثیے کے ذریعے ہندوستانی عوام میں برطانوی حکومت کے خلاف بھرپور رد عمل پیدا ہوا تھا۔ اس مرثیے نے ہندوستانی عوام کے دلوں کو اس طرح گرما دیا جیسے وہ اپنی انقلابی اور احتجاجی نظم کو کسی مجلس میں سنا کر آزادی کے دیوانوں کو برطانوی سامراج کے خلاف جنگ پر آمادہ کر دیتے تھے۔ بقول عابدہ تقی:

"جوش نے دوسری جنگ عظیم کے پُر آشوب اور ہولناک زمانے میں سر پر مسلط آقاؤں کی مخالفت میں کھلم کھلا لکھا۔ عین جنگ کے زمانے میں غلام ملک کے ایک شاعر کا یہ رویہ اور ان کے انقلابی مرثیے برطانوی سامراج کے خلاف اعلانِ بغاوت کی ایسی مثالیں ہیں جو ہمارے ہاں نایاب اور کمیاب ہیں"(۷)

جوش کے اس مرثیے میں برطانوی سامراج کے خلاف بھرپور احتجاج موجود ہے۔ وہ ہندوستان پر انگریزوں کے تسلط کے مخالف تھے۔ انھوں نے اس مرثیے میں برطانوی سامراج کے خلاف بھرپور مزاحمتی رویہ اپنایا۔

پھر حق ہے آفتابِ لب بام اے حسینؓ
پھر بزم آب و گل میں ہے کہرام اے حسینؓ
پھر زندگی ہے ست و سبک گام اے حسینؓ
پھر حریت ہے موردِ الزام اے حسینؓ
ذوق فساد و ولولہ شر لیے ہوئے
پھر عصر نو کے شمر ہیں خنجر لیے ہوئے
مجروح پھر ہے عدل و مساوات کا شعار
اس بیسویں صدی میں ہے پھر طرفہ انتشار
پھر نائبِ یزید ہیں دُنیا کے شہریار
پھر کربلائے نو سے ہے نوع بشر دوچار
اے زندگی جلال شہ مشرقین دے
اس تازہ کربلا کو بھی عزم حسینؓ دے(۸)

اس مرثیے میں جوش نے انگریز سامراج کو عہد نو کا شمر کہا اور عصر حاضر کو کربلائے نو سے تعبیر کیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ہلال نقوی یوں رقم طراز ہیں:

"فرنگیوں کو عصر حاضر کا یزید قرار دے کر اپنے مرثیے "حسینؓ اور انقلاب" میں وہ ملوکیت کی سازشوں کے خلاف اٹھ جانے کا پیغام دیتے ہیں۔ یزیدیت کے خلاف ان کی احتجاجی آواز کسی مذہبی الحاق کے سبب نہیں ہے یہ احتجاج

دراصل استحصالی قوتوں کے خلاف ہے"(۹)

جوش کا مرثیہ گریہ وزاری کا باعث نہیں بنتا بلکہ ان کے پیشِ نظر ایک آزاد اور بامعنی زندگی گزارنے کے لیے حق کے راستے کی تلاش ہے۔ تلاشِ حق کے اسی جذبے سے سرشار ہو کر انھوں نے اپنے مرثیوں کو سامراج کی باطل قوتوں کے خلاف ایک مزاحمتی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

جوش نے اپنے مرثیوں میں سرمایہ دارانہ نظام کے تضادات کو بھی موضوع بنایا ہے۔ وہ محنت کشوں کو بلند مرتبہ دینے کے آرزو رکھنے کے ساتھ ساتھ سرمایہ دارانہ نظام کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے۔ اسی نظام کے تحت غریب اور بے بس عوام کی زندگی کو اجیرن بنا دیا جاتا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے جس طرح انسانی معاشرے کا استحصال کیا ہے وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ جوش نے مرثیہ "زندگی و موت" میں سرمایہ دارانہ نظام کی ایسی ہی برائیوں کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

ہو چکے ہیں غرق پھر شیرازہ بندی کے عروق
پھر رواں ہیں ذلتیں سوئے تنفر جوق جوق
پھر شریعت ہے، مساوات بشر کی بے وثوق
پھر خجل ہیں نوع انسانی کے بنیادی حقوق
پھر بغاوت کر رہا ہے زندگی سے آدمی
دیکھ پھر ٹکرا رہا ہے آدمی سے آدمی
ہونکتا پھرتا ہے پھر سرمایہ داری کا وقار
اٹھ چکا ہے پھر عوامی برتری کا اعتبار
پھر خزاں کی آستاں بوسی پہ نازاں ہے بہار
پھر خدا کا ذوق تخلیق بشر ہے شرم سار
پھر زبوں ہے نفس انسانی کی حالت یا حسینؓ
آ کہ پھر دنیا کو ہے تیری ضرورت یا حسینؓ(۱۰)

جوش نے اپنے مرثیے میں براہ راست سرمایہ دارانہ نظام اور اُس کے جبر و استبداد کے خلاف آواز اٹھائی۔ وہ قوم میں دراڑ پیدا کرنے، نفرت کے بیج بونے، مساوات ختم کرنے اور انسان کے بنیادی حقوق پائمال کرنے کا اصل ذمہ دار سرمایہ دارانہ نظام کو ٹھہراتے ہیں۔ ایسے میں وہ سمجھتے ہیں کہ اِس دور میں بھی امام حسینؓ جیسے عزم اور قربانی کے جذبے کی ضرورت ہے۔

انسان پر ظالم انسان کا ظلم و ستم جوش کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ وہ اس ظالمانہ نظام کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں جس میں غریبوں اور لاچاروں سے زندگی کا حق چھین لیا جاتا ہے۔ جابر حکمران غریبوں کے حقوق کو پائمال کرتے ہوئے اُنھیں غلامی کے جال کا اسیر بناتے ہیں۔ ایسے حالات میں جوش عزمِ حسینؓ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ظالموں کو یوں للکارتے ہیں:

ہاں جوش اب پکار کہ اے میر کربلا
اس بیسویں صدی کی طرف بھی نظر اٹھا
ہاں دیکھ یہ خروش یہ ہلچل یہ زلزلہ
اب سیکڑوں یزید ہیں کل اک یزید تھا
طاقت ہی حق ہے شور ہے یہ گاؤں گاؤں میں
زنجیر پڑ رہی ہے پھر انساں کے پاؤں میں(۱۱)

اپنے عہد کے جابر حکمرانوں کے خلاف جوش کا اس قدر طنزیہ اور بے باکانہ لہجہ استعمال کرنا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ انھوں نے جابر حکمرانوں کے تسلّط کے

JAHAN TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.4 No.4 2021

خلاف بھرپور آواز اٹھائی۔ وہ کربلا کو مستقل انقلاب کی ایسی علامت قرار دیتے ہیں جو ہر دور کے ظالم و جابر حکمرانوں کے خلاف آواز بلند کرنے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔

کربلا ایک تزلزل ہے محیط دوراں
کربلا خرمن سرمایہ پہ ہے برق تپاں
کربلا طبل پہ ہے ضربت آواز اذاں
کربلا جرات انکار ہے پیش سلطاں
فکر حق سوز یہاں کاشت نہیں کر سکتی
کربلا تاج کو برداشت نہیں کر سکتی(۱۲)

جوش اپنے مرثیوں میں نہ صرف ہندوستانیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر ظلم کرنے والوں کے خلاف بھی آواز اٹھاتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کو سفاک قوتوں کی ظالمانہ اور بزدلانہ چالوں سے آگاہ کرتے ہوئے انھیں جابر حکمرانوں سے نبرد آزما ہونے کی طرف راغب بھی کرتے ہیں۔

جوش کے مرثیوں میں سماجی بدعنوانیوں کے خلاف مزاحمت کا پہلو بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ وہ ایک انسان دوست شاعر ہونے کے ناتے ایسے سماج کے متمنی ہیں جہاں انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطح پر سماجی عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔ انسانی مساوات پر مبنی ایک ایسا معاشرہ جہاں ہر فرد کو اُس کے سماجی حقوق میّسر ہوں۔

جوش فرقہ پرستی سے بیزار تھے کیونکہ اس کی وجہ سے معاشرہ تقسیم ہوجاتا ہے۔ ان کے خیال میں فرقہ پرستی ایک ایسی بلا ہے جس میں مبتلا کسی قوم کے افراد اپنی برتری کے لیے ہر جائز و ناجائز کام سرانجام دیتے ہیں۔ وہ حق اور ناحق میں تمیز نہیں کرتے۔ فرقہ پرستی سے پیدا ہونے والی تباہی کے بارے میں وہ مرثیہ "وحدت انسانی" میں کہتے ہیں:

قوموں کے درمیاں ہیں جو یہ بحر و کوہسار
یہ بعد ہائے تفرقہ انداز فتنہ کار
یہ اختلاف لہجہ و خال و خد و شعار
یہ رنگ و نسل و دین و زبان و در و دیوار
یہ سب کے سب نقوش اخوت کو چاٹ کر
اترا رہے ہیں رشتۂ اخلاص کاٹ کر(۱۳)

[[

جوش ایک مرثیے میں غیبت اور نفاق جیسی مذموم سماجی برائیوں پر دلخراش انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے استحصالی قوتوں کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہتے ہیں:

غیبت نے پارہ پارہ کیا حُبِ یاد کو
دوری کی بونڈروں نے ہوا دی عناد کو
خطوں کی سرحدوں نے اُبھارا فساد کو
نہروں کی ناگنوں نے ڈسا اتحاد کو
سُر کٹ گئے، حیات گراں گوش ہوگئی
ماں باپ کی زباں فراموش ہوگئی(۱۴)

وہ عصری زندگی کی المناک سماجی برائیوں اور تلخ حقیقتوں کو منفرد انداز سے اپنے مرثیوں میں بیان کرتے ہیں۔ مرثیہ "زندگی اور موت" میں انھوں نے خود غرض لوگوں پر بھرپور تنقید کی ہے:

یہ عجب دھن ہے کہ ہر فرد بشر کے روبرو
صرف اپنا مدعا ہے صرف اپنی آرزو
صرف اپنا کروفر ہے صرف اپنی آبرو
صرف اپنا ذکر اپنی فکر اپنی گفتگو
کان دھرتا ہی نہیں کوئی کسی کی بات پر
کس قدر لہلوٹ ہے انسان اپنی ذات پر(۱۵)

سماجی مسائل کی وجہ سے جب ہمارے معاشرے میں ہر طرف فتنہ وفساد کا بازار گرم ہوا، حقوق انسانی پائمال ہونے لگے، روزگار ختم ہوگئے، زروجواہر کی قدر بڑھنے لگی اور عوام غربت کے ہاتھوں بے کل ہونے لگے تو ان ابتر حالات کے پس منظر میں جوش اپنی قوم میں نہ صرف جوش وولولہ اور ہمت وبہادری پیدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ مایوس انسانوں کے دلوں میں شمع آزادی بھی جلا دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سید تقی عابدی لکھتے ہیں:

"جوش حسینیت اور پیغام حسینؑ کو انسانوں کی بہبودی اور غیر انسانی ظلم و جبر کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔"(۱۶)

اپنی قوم کو ہدف تنقید بنانے کا پہلو جوش کے مزاحمتی رویے کا ایک توانا پہلو ہے۔ انھوں نے اپنے مخصوص لہجے میں اپنی سوئی ہوئی قوم پر طنز کے وار کیے ہیں۔ وہ مرثیہ "زندگی و موت" میں خواب خرگوش میں ڈوبی ہوئی مسلمان قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

دہر کو گھیرے ہوئے ہے شورِ طبل و برق و باد
گھر میں برپا ہے تلاطم در پہ ہے ابن زیاد
فوج میری سو رہی ہے اور سر پر ہے جہاد
کس طرف یا رب نکل جائے یہ عبد نامراد
الاماں حدّ نظر تک ہے سیاہی کیا کروں
کوئی سنتا ہی نہیں میری الٰہی کیا کروں(۱۷)

عصر حاضر میں انسانیت گھنگھور اندھیرے میں گھری ہوئی ہے۔ قتل و غارت، نفاق، سستی، بے عملی اور بے راہ روی کا دور دورہ ہے۔ بچوں اور عورتوں کے حقوق پائمال کیے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اندھا دھند تقلید اور تعصب کی دین ہے۔ ان حالات کے پس منظر میں جوش اپنی قوم کی بے حسی اور بے عملی کو ہدف تنقید بناتے ہیں۔ وہ اپنی قوم کو بیدار تر دیکھنے کے آرزومند ہیں۔ اسی مقصد کے لیے انھوں نے اپنے مرثیوں میں جابجا بیداری کا پیغام دیا ہے۔

پھر حیات نوع انسانی ہے کجلائی ہوئی
گل پڑے ہیں ولولے جرات ہے مرجھائی ہوئی
پھر زمین و آسماں پر موت ہے چھائی ہوئی
موت بھی کیسی خود اپنے ہاتھ کی لائی ہوئی
چہرہ امید کو رخشندگی دے یا حسینؑ
زندگی دے زندگی دے زندگی دے یا حسینؑ(۱۸)

جوش نے پاکستان آکر جتنے بھی مرثیے لکھے وہ سب کے سب مارشل لائی حکومت کے خلاف تھے۔ انھوں نے ان مرثیوں میں آمرانہ نظام کے خلاف علم

جہاد بلند کیا۔ وہ آمریت کو ملک کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں کیونکہ دورِ آمریت میں ہر سو دہشت، قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔ پاکستانی عوام کے لیے مارشل لائی ادوار بہت دردناک، اذیت ناک اور مایوس کن تھے۔ فوجی عدالتیں سرِبازار احتجاج کرنے والے کارکنوں کو سزائیں دے رہی تھیں۔ مزدوروں اور کسانوں کی یونینوں پر پابندیاں لگا دی گئیں۔ مرثیہ "زندگی اور موت" میں جوش عصرِ حاضر کے یزیدوں اور عصرِ نو کے نمرودوں سے نبرد آزما ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

پھر تمدن کی طرف پھنکار کر جھپٹے ہیں ناگ
جل رہا ہے پھر عروسِ زندگانی کا سہاگ
کانپتی راتیں صدائیں دے رہی ہیں آگ آگ
جاگ اے ابنِ علی کے نوحہ خوانِ خفتہ جاگ
اٹھ بھڑکتی آگ کو پانی بنانے کے لیے
کربلا آئی ہے بالیں پر جگانے کے لیے
آج پھر دنیا میں ہے انسان کی مٹی پلید
ڈاکوؤں کی جیب میں ہے عصرِ حاضر کی کلید
ہاں بہ جذبات جہاں سوز و بہ ضربات شدید
آج پھر بیعت طلب ہیں عصرِ حاضر کے یزید
فوج باطل شاد ہے سیراب ہے خورسند ہے
ہاں پھر اہلِ حق پہ سنتے ہیں کہ پانی بند ہے(۱۹)

جوش نے اپنے مرثیوں میں آمرانہ نظام، استحصالی نظام اور غریبوں، بے کسوں اور مظلوموں کے استحصال کے خلاف ہمیشہ نعرہ انقلاب بلند کیا ہے۔ اس ضمن میں سجاد باقر رضوی یوں رقم طراز ہیں:

> "جوش نے اس موضوع پر اپنی معلومات میں فکری پہلو کو شامل کیا۔ یوں انھوں نے صنف مرثیہ کی قلب ماہیت کی ---- واقعہ کربلا کی ایسی تعبیر کی کہ وہ آمریت اور ظلم کے خلاف صداقت اور انصاف کے حق میں جد و جہد کی علامت بن گیا۔"(۲۰)

جوش اپنی قوم کے جوانوں کو نہ صرف دعوت حق دیتے ہیں بلکہ انھیں آمر وقت کے خلاف جہد مسلسل کی طرف راغب بھی کرتے ہیں۔ مرثیہ "پانی" میں وہ دورِ آمرانہ سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنے ہم وطنوں کو ان کے خلاف حرکت و عمل کا پیغام دیتے ہوئے کہتے ہیں:

مولا ہجوم دردِ نہانی کا واسطہ
زینب کے عزم شعلہ بیانی کا واسطہ
اصغر کے سوز تشنہ دہانی کا واسطہ
اکبر کی تشنہ کام جوانی کا واسطہ

ہاں آج آنسوؤں سے شرارے نکال دے
ہاں آگ میں حیات کے پانی کو ڈال دے(۲۱)

جوش نے کربلائی علائم و رموز کو استعمال کر کے اپنے ہم وطنوں کو آمرانہ دورِ حکومت کے خلاف مزاحمت کا درس دیا ہے۔ اُنھوں نے مرثیے کو احتجاج اور مزاحمتی رویوں سے ہم آہنگ کیا۔ ان کے مرثیوں میں سامراجی قوتوں اور آمرانہ حکومتوں کے خلاف احتجاج اور مزاحمت کے رویّے دیکھنے کو ملتے ہیں۔

الغرض جوش ملیح آبادی کے مرثیوں میں جوش و خروش، ہمت و جواں مردی اور حرکت و عمل کے جذبات ہیں۔ ان کے مرثیے پڑھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف استحصالی قوتوں سے چھٹکارا پانے کے خواہش مند تھے بلکہ ان کے ذہن میں ایک ایسے نئے نظام کا تصور بھی تھا جو امن و آشتی کی بنیاد پر قائم ہو۔ ان کے مرثیوں میں عزمِ حسینؓ کا پیغام کلیدی حیثیت رکھتا ہے اور یہی ان کے مرثیوں کا مقصد بھی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فضل امام رضوی، مراثی جوش اور تحفظ حقوق انسانی مشمولہ ماہ نو جوش ملیح آبادی نمبر، لاہور، ۲۰۱۶ء، ص ۱۳۰

۲۔ ڈاکٹر محمد عقیل رضوی، بحوالہ نعیم السحر صدیقی، جوش کی شاعری کا فکری اور سماجی مطالعہ، الہ آباد، ۲۰۱۰ء، ص ۱۸

۳۔ فضل امام رضوی، مراثی جوش اور تحفظ حقوق انسانی مشمولہ ماہ نو جوش ملیح آبادی نمبر، ص ۱۳۳

۴۔ ضمیر اختر نقوی، جوش ملیح آبادی کے مرثیے، ادارۂ فیض ادب، کراچی، ۱۹۸۱ء، ص ۲۱

۵۔ جوش ملیح آبادی، کلیات جوش جلد اول، مرتبین قمر رئیس، جاوید نسیم، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی، ۲۰۱۳ء، ص ۸۴۵

۶۔ جوش ملیح آبادی، کلیاتِ جوش، جلد اول، ص ۸۵۸

۷۔ عابدہ تقی، شاعر نظم خواں، جوش ملیح آبادی، مشمولہ ادبیات، جوش نمبر، اکادمی ادبیات، شمارہ ۸۷، اپریل تا جون ۲۰۱۰ء، ص ۱۹۹

۸۔ جوش ملیح آبادی، آیات و نغمات، مکتبہ اردو، لاہور، ۱۹۴۱ء، ص ۴۷

۹۔ ڈاکٹر ہلال نقوی، جوش ملیح آبادی شخصیت اور فن، اکادمی ادبیات، پاکستان، ۲۰۰۷ء، ص ۱۱۵

۱۰۔ جوش ملیح آبادی، الہام و افکار، جوش اکیڈمی کراچی، ۱۹۶۶ء، ص ۷۱

۱۱۔ جوش، کلیات مراثی، مرتبہ ڈاکٹر عصمت ملیح آبادی، فرید بک ڈپو لمیٹڈ دہلی، س ن، ص ۲۳۳

۱۲۔ جوش، کلیات مراثی، ص ۲۵۸

۱۳۔ جوش ملیح آبادی، الہام و افکار، ص ۶۰۔۶۱

۱۴۔ ایضاً، ص ۸۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۸۵

۱۶۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی، جوش کی مرثیہ نگاری مشمولہ ارتقاء، جوش صدی نمبر، کراچی ۱۹۹۹ء، ص ۹

۱۷۔ جوش ملیح آبادی، الہام و افکار، ص ۸۶

۱۸۔ جوش ملیح آبادی، کلیاتِ مراثی، ص ۱۲۸

۱۹۔ جوش ملیح آبادی، الہام و افکار، ص ۸۵

۲۰۔ ڈاکٹر سجاد باقر رضوی، باتیں، مشمولہ ادب لطیف، لاہور، اپریل ۱۹۸۲ء، ص ۴۷

۲۱۔ جوش ملیح آبادی، کلیاتِ مراثی جوش ملیح آبادی، ص ۳۰۹